47416/342

محترم جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

درج ذیل مسئلہ میں شرعی رہنمائی مطلوب ہے:

آج کل دانتوں کے مخصوص امراض میں اور اسی طرح دانت نکالنے پر ڈاکٹر حضرات زخم کی مخصوص جگہ میں روئی کا ایک پھایہ رکھ دیتے ہیں ،جس کو نکالنے کی ممانعت کرتے ہیں، جب وہ پھایہ ایک دو دن بعد یا زخم ٹھیک ہونے پر نکالا جاتا ہے تو وہ خون سے بھرا ہوتا ہے، اگر غور کیا جائے بلکہ ڈاکٹر حضرات کے کہنے کے مطابق اس مقام سے مسلسل خون رستا رہتا ہے، جو کہ یقیناً پھایہ بھر جانے کی صورت میں غیر محسوس طریقہ سے منہ میں اور بعد ازاں حلق میں جاتا رہتا ہے، ایسی صورتحال میں (کہ اگر واقعۃً اس سے خون رستا رہتا ہو) جواب طلب امور یہ ہیں:

1. ایسی صورت میں وضو اور نماز کا کیا حکم ہوگا؟
2. معمولی خون جو حلق میں جا رہا ہے اس کا کیا حکم ہے، کیا یہ نگلنا ٹھیک ہے؟ جبکہ بے ارادہ حلق میں جا رہا ہے
3. اگر روزے میں خون کی اسقدر معمولی مقدار حلق میں جاری ہو تو روزے کا کیا حکم ہوگا؟

والسلام

بینوا توجروا

عبدالرحمٰن، کراچی

03229209720

باب عارف B-62 ناگن چورنگی، کراچی، پاکستان

دار الافتاء

جواب منسلک ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## الجواب حامداً و مصلیاً

(۱)۔۔۔ دانتوں سے خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر یہ خون مسلسل نکلتا ہے یہاں تک کہ کسی نماز کے پورے وقت میں اتنی دیر بھی وہ خون نہ رکتا ہو کہ وضو کرکے اس وقت کی فرض نماز ادا کی جاسکے تو ایسا شخص معذور کے حکم میں آجاتا ہے، لیکن اگر ایک دفعہ بھی اتنا وقت نہیں گزرا بلکہ وضو کرکے نماز ادا کرنے کا وقت ملتا رہا تو وہ شخص معذور کے حکم میں نہیں آتا۔

معذور کیلئے شریعت مطہرہ میں یہ حکم ہے کہ وہ ہر فرض نماز کے وقت میں نیا وضو کرے، اور اس وضو سے ہر وہ عبادت کی جاسکتی ہے جس کیلئے وضو شرط ہے، اور اس عذر (یعنی دانتوں سے خون نکلنے) کی وجہ سے اسکے وضو پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، البتہ جب اس نماز کا وقت گزر جائے یا مذکورہ عذر (یعنی دانتوں سے خون نکلنے) کے علاوہ کوئی اور حدث لاحق ہو جائے تو وہ وضو باقی نہیں رہے گا۔

پھر جب کسی نماز کا پورا وقت اس حالت میں گزر جائے کہ جس میں ان دانتوں سے خون نہ نکلا ہو تو پھر وہ شخص معذور کے حکم سے نکل جائے گا۔ اور ہر وضو کے بعد اس وقت تک وضو باقی رہے گا جب تک کہ نواقض وضو میں سے کوئی بات نہ پائی جائے۔

**فی الدر المختار – (۱ / ۳۰۵)**

(وصاحب عذر من به سلس) ... وكذا كل ما يخرج بوجع ولو من أذن وثدي وسرة (إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة)
بأن لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلي فيه خاليا عن الحدث (ولو حكما) لأن الانقطاع اليسير ملحق بالعدم (وهذا شرط) العذر (في حق الابتداء، وفي) حق (البقاء كفى وجوده في جزء من الوقت) ولو مرة (وفي) حق الزوال يشترط (استيعاب الانقطاع) تمام الوقت (حقيقة) لأنه الانقطاع الكامل.
(وحكمه الوضوء) لا غسل ثوبه ونحوه (لكل فرض) اللام للوقت كما في –{لدلوك الشمس} [الإسراء: ۷۸]– (ثم يصلي) به (فيه فرضا ونفلا) فدخل الواجب بالأولى (فإذا خرج الوقت بطل) أي: ظهر حدثه السابق، حتى لو توضأ على الانقطاع ودام إلى خروجه لم يبطل بالخروج ما لم يطرأ حدث آخر أو يسيل كمسألة مسح خفه.

جاری ہے

**وفی الشامیة تحته**

(قوله: وكذا كل ما يخرج بوجع إلخ) ظاهره يعم الأنف إذا زكم لكن صرحوا بأن ماء فم النائم طاهر ولو منتنا فتأمل. وعبارة شرح المنية: كل ما يخرج بعلة فالوجع غير قيد كما مر. وفي المجتبى: الدم والقيح والصديد وماء الجرح والنفطة وماء البثرة والثدي والعين والأذن لعلة سواء على الأصح. اهـ

**وفی الدر المختار – (١ / ١٣٤)**

(وينقضه) خروج منه كل خارج (نجس) بالفتح ويكسر (منه) أي من المتوضئ الحي معتادا أو لا، من السبيلين أو لا (إلى ما يطهر) بالبناء للمفعول: أي يلحقه حكم التطهير.

(٢)۔۔۔مذکورہ صورت میں ذراسا خون جو حلق میں جاتا ہے، اگر وہ بلا قصد وارادے کے جاتا ہے تو اس پر –ان شاء اللہ– مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

(٣)۔۔۔روزے دار کے دانتوں سے خون نکل کر اگر حلق میں اتر جائے تو اس کے بارے میں فقہائے احناف نے لکھا ہے کہ اگر خون تھوک سے کم ہو، اور اس کا ذائقہ بھی منہ میں محسوس نہ ہوا ہو تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر خون تھوک پر غالب ہو، یا دونوں برابر ہوں تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اس روزے کی صرف قضاء واجب ہوگی کفارہ نہیں۔ یہ حکم بظاہر عام مریضوں کیلئے ہے۔

البتہ اگر کسی کے دانتوں میں سے اکثر خون آتا رہتا ہو، اور بلا اختیار جاگتے سوتے ہوئے حلق میں بھی داخل ہو جائے تو ایسے شخص کے روزہ کے متعلق حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے امداد الاحکام میں جواز کا لکھا ہے جسکا اقتباس مندرجہ ذیل ہے:

"جس شخص کے دانتوں میں سے اکثر خون آتا رہتا ہو، اور بلا اختیار جاگتے سوتے ہوئے حلق میں بھی داخل ہو جائے اسکا حکم کسی جگہ صریح نہیں ملا، مگر علامہ شامیؒ نے اتنا لکھا ہے کہ: ومن هذا يعلم حكم من قلع ضرسه في رمضان ودخل الدم إلى جوفه في النهار ولو نائما فيجب عليه القضاء إلا أن يفرق بعدم إمكان التحرز عنه فيكون كالقيء الذي عاد بنفسه فليراجع اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے روزہ کو صحیح کہنے کی گنجائش ہے اور شامی کی عبارت پر نظر کی جاوے تو اور بھی زیادہ گنجائش معلوم ہوتی ہے ظاهر إطلاق المتن أنه لا يفطر وإن كان الدم غالبا على

دار الافتاء

الريق وصححه في الوجيز كما في السراج وقال: ووجهه أنه لا يمكن الاحتراز عنه عادة فصار بمنزلة ما بين أسنانه۔

پس صاحب وجیز بدون مرض بھی دم خارج من بین الاسنان کو غیر ممکن الاحتراز قرار دے کر موجب فساد قرار نہیں دیتے تو حالت مذکورہ فی السوال میں تو بدرجہ اولی دخول دم فی الجوف کو غیر مفسد کہیں گے جس میں احتراز کا عدم امکان مسلم ہے"(امداد الاحکام جلد دوم ۱۳۴)

قال اللہ تعالیٰ

﴿لا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرة : ٢٨٦]

**ففي بدائع الصنائع، دارالكتب العلمية – (٢ / ٩٩)**

ولو خرج من بين أسنانه دم فدخل حلقه أو ابتلعه فإن كانت الغلبة للدم فسد صومه وعليه القضاء ولا كفارة عليه، وإن كانت الغلبة للبزاق.فلا شيء عليه، وإن كانا سواء فالقياس أن لا يفسد، وفي الاستحسان يفسد احتياطا،

**وفي الدر المختار – (٢ / ٣٩٦)**

(أو خرج الدم من بين أسنانه ودخل حلقه) يعني ولم يصل إلى جوفه أما إذا وصل.فإن غلب الدم أو تساويا فسد والا لا، إلا إذا وجد طعمه بزازية واستحسنه المصنف وهو ما عليه الأكثر وسيجيء..........(لم يفطر)

**وفي الفتاوى البزازية – (١ / ٤٦)**

جذب الصائم مخاطه فوصل إلى حلقه وابتلع لا شيء وإن عمد وكذا إذا ترطب شفتاه بالبزاق عند الكلام ونحوه فابتلعه أو خرج الدم من بين أسنانه والبزاق غالب فابتلعه ولم يجد طعمه وإن غلب الدم و تساويا فسد

**وفي فتح القدير للمحقق ابن الهمام الحنفي – (٤ / ٣٣٩)**

وكل ما لا يتغذى به ولا يتداوى به عادة كالحجر والتراب ، كذلك لا تجب فيه الكفارة .

**وفي الفتاوى الهندية – (١ / ٢٠٣)**

الدم إذا خرج من الأسنان ودخل حلقه إن كانت الغلبة للبزاق لا يضره، وإن كانت الغلبة للدم يفسد صومه، وإن كانا سواء أفسد أيضا استحسانا.

**وفي الفتاوى الهندية – (١ / ٢٠٣)**

...ليس بمقصود بالأكل، ولا يمكن الاحتراز عنه كالذباب إذا وصل إلى

جوف الصائم لم يفطره كذا في إيضاح الكرماني ولو أخذ الذباب وأكله يجب عليه القضاء دون الكفارة كذا في شرح الطحاوي.

**وفي الشامية – (٢ / ٣٩٦)**

ظاهر إطلاق المتن أنه لا يفطر وإن كان الدم غالبا على الريق وصححه في الوجيز كما في السراج وقال: ووجهه أنه لا يمكن الاحتراز عنه عادة فصار بمنزلة ما بين أسنانه وما يبقى من أثر المضمضة كذا في إيضاح الصيرفي. اهـ. ولما كان هذا القول خلاف ما عليه الأكثر من التفصيل حاول الشارح تبعا للمصنف في شرحه بحمل كلام المتن على ما إذا لم يصل إلى جوفه؛ لئلا يخالف ما عليه الأكثر. قلت: ومن هذا يعلم حكم من قلع ضرسه في رمضان ودخل الدم إلى جوفه في النهار ولو نائما فيجب عليه القضاء إلا أن يفرق بعدم إمكان التحرز عنه فيكون كالقيء الذي عاد بنفسه فليراجع

**وفي المبسوط للسرخسي – (٣ / ٩٣)**

وإن كان بين أسنانه شيء فدخل جوفه لم يفطره؛ لأن هذا لا يستطاع الامتناع منه فإن تسحر بالسويق فلا بد من أن يبقى بين أسنانه شيء فإذا أصبح يدخل في حلقه مع ريقه ثم ما يبقى بين الأسنان تبع لريقه - والله سبحانه وتعالى اعلم

محمد عزیز قاسم
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۶/ شوال/ ۱۴۳۶ھ
۱۲/ اگست/ ۲۰۱۵ء

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر الله له
مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۶/ شوال/ ۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح
۲۶/۱۰/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح
۳۰/۱۰/۱۴۳۶ھ